[illegible] 01:APR:11 17:07

رسالہ

تنبیہُ اللّبیب

علے

حیاتِ الحبیب

جسمیں

حیاتِ انبیا و اولیاء اور معجزہ۔ کرامت۔ محبّت انبیا و اولیا اور شانِ انبیا و اولیاء پر پوری بحث کی ہے۔ جس میں سلیم العقل کے لئے تشفّی ہے

مؤلفہ

مولانا پیر عبد الکبیر مخدومی

خادم جامعہ مدینۃ العلوم آثار شریف حضرت بل

شائع کنندہ

غلام محمّد بانڈے۔ لائبریرین جامعہ مدینۃ العلوم حضرت بل کشمیر

(اکوہ نور پریس سری نگر)

شکریہ

راقم جملہ پانڈے صاحبان خصوصاً جناب متولی صاحب جناب مہتمم صاحب ونشاندہ صاحبان زیارت آثار شریف کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ ان حضرات نے اس محمود رسالہ کے شائع کرنے میں جذبۂ عقیدت کے تحت مبلغ پچاس روپیہ کی پیش کشی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر دارین عطا فرمائے۔

عبد الکبیر عفی عنہ

الایضاح الاخضر علی الکبریت الاحمر یعنی شرح کبریت شریف اردو میں بفضلہ تعالیٰ جلدی شائع ہوگا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا
ان ھدانا اللہ البر الرحیم وصیر العلماء ورثۃ الانبیاء
وجعل کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم واشھد ان لا الہ
الا اللہ شھادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ الذی بعثہ فشید الدین المتین واوضح
مسالکہ وقد عفت آثارھا وخبت انوارھا ووھنت
ارکانھا وجھل مکانھا وعلی آلہ واصحابہ افضل
الامۃ کاشف الغمۃ الی یوم القیمۃ اللھم انی اعوذ
بک من ان اضل او اضل او ازل او اظلم او اُظلم
او اجھل او اجھل اللھم ان ازل فمنی ومن الشیطن
وان اصیب فمنک وانت المستعان

چند روز ہوئے راقم مؤلف نے خواب میں دیکھا کہ حیات انبیاء
علیہم السلام کے بارے میں آیات کریمہ۔ احادیث شریفہ۔ اقوال ائمہ
حدیث جمع کر رہا ہوں۔ اگرچہ میرا یہ ارادہ پہلے سے ہی تھا۔ لیکن
اپنی کم سرمایگی علم پر نظر ڈالکر جراءت نہ ہوتی تھی۔ بالآخر اس

خواب کو عالم غیب سے گویا آیت دعوت عمل سمجھ کر میرے
ارادہ میں پختگی پیدا ہوئی۔ اس خواب سے میرا عزم مصمم ہوگیا اور
میری استعداد کو فعل کے مرتبے میں کر دیا۔ اسلئے توکلاً علی اللہ
تجسس و تلاش شروع کی۔ چنانچہ آیات کریمہ۔ احادیث شریفہ
اقوال ائمہ حدیث۔ فتوی علماء جتنے ممکن ہوسکے رسالہ ہذا میں
جمع کئے۔ جو ہدیۃً حیات النبی رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین کے
حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اجابت کی التجاء ہے۔ امید ہے
کہ ناظرین مستفید ہونگے۔

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینیم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت — کند در کار درویشان دعائے

ساتھ ہی اہل بصیرت و بصارت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خوردگیری
میں جلد بازی نفرماویں۔ کیونکہ انسان سے ایسا کلام ممکن نہیں جس سے
ہر ایک کی طبیعت خوش ہو اور ہر ایک کے خیال کے مطابق ہو۔ یہ تو
فقط شان خداوندی ہے۔ مخلوقات کی طاقت سے بالاتر ہے۔
اس رسالہ کا نام {تنبیہ اللبیب علی حیوۃ الحبیب} رکھا۔ اس کے
دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نقلیات کا ہے جسمیں آیات کریمہ احادیث
شریفہ۔ اقوال ائمہ حدیث۔ فتاوی علماء ہونگے۔ جن سے حیات انبیاء
علیہم السلام ثابت ہوگی۔ دوسرا حصہ عقلیات کا ہے جسمیں منطق۔ فلسفہ
اور دیگر فنون کے قواعد کے رو سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت کی گئی

ہے - چونکہ عقلیات کا حصہ عام فہم نہیں - کیونکہ اسمیں اصطلاحات فنون کا ذکر ہے - اسلئے اس عقلیات کے حصے کو علیحدہ شائع کیا جائیگا - ان شاء اللہ تنبیہ اللبیب کے نقلیات کے حصے کے پانچ فصلیں ہونگی - فصل اول حیات انبیا و اولیا میں - فصل دوم میں یہ واضح کیا جائیگا کہ معجزہ - کرامت - ارہاص - مؤنت اور استدراج کیا ہوتے ہیں - فصل سوم محبت انبیا و اولیا میں - فصل چہارم شان انبیاء و شان اولیاء میں - فصل پنجم اس امر کے بیان میں کہ جزا و سزا وحدود عین رحمت اور عین انصاف ہیں - اللہ تعالی سے امید ہے کہ ان مختصر چند کلمات کو قبول فرمائے اور میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے آمین -

مندرجہ ذیل کتابوں سے اس رسالہ کی تالیف و تدوین میں مدد لی گئی ہے

(۱) کتاب حیوۃ الانبیاء (للبیہقی) (۲) کتاب الاعتقاد (للبیہقی) (۳) انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء (للسیوطی) (۴) آبحیات لمحمد قاسم الدیوبندی بانی دار العلوم دیوبند (۵) مسند ابو یعلی (۶) کنز العمال (۷) مقدمہ تفسیر حقانی (۸) بیان القرآن لمولنا اشرف علی (۹) حجۃ اللہ البالغہ (لمولنا شاہ ولی اللہ) (۱۰) خصائص الکبری (للسیوطی) (۱۱) اسرار النبوۃ (للبیہقی)

فصل اول حیات انبیاء علیہم السلام

وہ آیات کریمہ - احادیث شریفہ - اقوال ائمہ حدیث - فتاوی علماء جن سے حیات انبیاء پر روشنی پڑتی ہے - اس فصل میں پیش کئے جائینگے

یہ امر ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں اکثر احکام مجمل آئے ہیں - ان کی مفصل تشریح احادیث شریفہ میں دی گئی ہے مثلاً نماز کی پوری کیفیت کسوف کتنی رکعتیں ہیں - ایک رکعت میں کتنے سجدے اور رکوع ہیں - احادیث میں مفصل مذکور ہے زکوٰۃ کی مقدار اور حولان حول کی تشریح احادیث شریفہ میں موجود ہے - حج کی مفصل تشریح احادیث میں درج ہے - قرآن شریف میں مجمل ہے - اسطرح حیات انبیاء قرآن شریف سے بدلالۃ النص ثابت ہے - اسکی تشریح احادیث سے ہوتی ہے -

وہ آیات جن سے حیات انبیاء ثابت ہوتی ہے یہ ہیں :-

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (سورۂ بقرہ)

جو لوگ خدا کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں - ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں - لیکن یہ زندگی شعور اور فہم سے بالاتر ہے -

(۲) لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون (سورۂ آل عمران)

جو لوگ خدا کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں - ان کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں - باقاعدہ ان کو رزق ملتا ہے -

جب شہداء زندہ ہیں تو انبیا و اولیاء بطریق اولی زندے ہونگے۔ کیونکہ جہاد کی دو قسمیں ہیں (۱) صغر جو بمقابلہ کفار ایک خاص وقت میں ہوتا ہے (۲) جہاد اکبر جو ہمیشہ اپنے نفس سے ہوتا ہے۔ اسمیں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔ جب مجاہد بجہاد صغر زندہ ہوتا ہے جو بعبارۃ النص ثابت ہے۔ تو انبیاء کرام۔ صدیقین ہمام۔ صلحاء قمقام۔ اولیاء عظام کیوں نہ ہونگے۔ انبیاء کرام تو بدرجہا شہداء سے افضل ہیں۔ ان کی حیات بھی شہداء سے بدرجہا بہتر ہوگی۔ جیسے علامہ بیہقی محدث نے کتاب حیات الانبیاء میں یوں فرمایا ہے لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ والانبیاء اولی بذلک فھم اجل واعظم۔

(۳) ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (سورہ انفال)

حضور پر نور سے وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ جب تک آپ امت میں موجود ہونگے۔ آپ کے موجود ہوتے ہوئے امت پر کوئی عذاب خارق عادت۔ خلاف معمول پیش نہ آئیگا۔ مثلاً سنگ کی بارش، زمین کا الٹ جانا۔ زمین میں خسف ہونا۔ دھس جانا۔ صورت کا مسخ ہونا وغیرہ ذلک جس طرح کہ اور امتوں پر ہوا کرتا تھا۔ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ امت محمدی پر قیامت تک کوئی خارق عادت عذاب خلاف معمول نازل نہوگا۔ اسلئے بمصداق وانت فیھم حضور ہمیشہ زندہ ہیں۔ یہ بات

یہ سمجھ لی جائے کہ امت کی دو قسمیں ہیں (۱) امتِ دعوت جو تمام مبعوث الیہم ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم (۲) امت اجابت یہ فقط مسلمان ہی ہیں خارق عادت عذاب کا رفع ہونا یہ دونوں امتوں کو شامل ہے جسطرح حضور پر نور کی شفاعت کبریٰ حشر میں دونوں امتوں کو شامل ہے جس پر احادیث شفاعت دلالت کرتے ہیں جو بخاری شریف، مسلم شریف اور کتب احادیث میں موجود ہیں۔

(۴) النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم (سورۂ احزاب)

پہلے یہ امر خیال میں لایا جائے کہ ایمان وکفر صفات اختیاری ہیں جو کہ حیات کے ساتھ لازمی ہیں۔ لفظ اولیٰ قریب کے معنی یہاں رکھتا ہے اس سے آیۂ کریمہ کا معنی یوں ہو گا۔ نبیؐ مومنوں کو اُن کی ذات سے اُن کی طرف قریب تر ہوتا ہے۔ قرب کے دو قسمیں ہیں (۱) قرب ذات (۲) قرب صفات۔ دونوں قرب حیات کے مقتضی ہیں۔ تو حضور پر نور ہمیشہ زندہ ہونگے ورنہ قرب کیسا ہو گا۔ روحانی قرب ماننا نہایت ہی بعید ہے

(۵) ویکون الرسول علیکم شہیدا۔

یعنی پیغمبر برحق تم پر (امت پر) گواہ ہیں۔ گواہ اسکو کہتے ہیں۔ جو دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی۔

وہ احادیث جو آیات کریمہ کی تشریح میں وارد ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما | حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مر بقبر موسیٰ وھو قائم یصلی
فی القبر۔ (کتاب حیات الانبیاء)

(۲) عن انس رض ان النبی صلعم
قال الانبیاء احیاء فی قبورھم
(کتاب حیات الانبیاء للبیہقی) (مسند ابو یعلی)

(۳) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لقد رایتنی فی جماعۃ
الانبیاء فاذا موسیٰ قائما
یصلی۔ واذا عیسیٰ بن مریم ع
قائما یصلی۔ واذا ابراھیم قائما
یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم
یعنی نفسہ فحانت الصلوٰۃ فاممتھم (بیہقی)

(۴) عن انس رض ان النبی ع
اسری بہ مر بموسیٰ وھو
یصلی فی قبرہ۔ (مسلم شریف)

(۵) عن اوس بن اوس
الثقفی عن النبی ع انہ قال

نبی اکرم ع کا گذر موسیٰ کی قبر شریف
سے ہوا۔ تو موسیٰ ع کو قبر شریف میں
نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا
تمام انبیاء اپنے قبروں میں زندہ
ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ نبی اکرم ع
فرماتے ہیں میں نے انبیاء کو ایک محفل
میں دیکھا تو حضرت موسیٰ ع حضرت
عیسیٰ ع حضرت ابراہیم ع کھڑے نماز
پڑھتے تھے۔ حضرت ابراہیم ع
میرے مشابہ تھے۔ جب نماز
کا وقت آیا تو میں نے سبکو نماز پڑھائی
اور جماعت کرائی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ معراج
کی رات حضور کا گذر حضرت موسیٰ ع سے
ہوا وہ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھتے تھے

اوس بن اوس ثقفی رض سے مروی ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من افضل ایامکم یوم الجمعۃ
فاکثروا علی الصلوٰۃ فیہ فان
صلوٰتکم تعرض علیّ قالوا یا
رسول اللہ وکیف تعرض علیک
صلوٰتنا وقد ارمت یعنے
بلیت فقال انّ اللہ حرّم
علی الارض ان تأکل اجساد
الانبیاء - (ابو داؤد - بیہقی)

(۶) عن ابی ھریرۃ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
صلّی علیّ عند قبری سمعتہ
ومن صلّی علیّ غائبًا بُلِّغتُہ
(شعب الایمان بیہقی - ترغیب اصفہانی)

(۷) عن انس رض قال قال
رسول اللہ ؐ من صلّی علیّ
مائۃ فی الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ
قضی لہ مائۃ حاجۃ سبعین
من حوائج الآخرۃ وثلثین
من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ

کہ جمعہ کے روز مجھپر کثرت سے درود
بھیجا کرو اسلئے کہ جمعہ کے روز تمہارا
درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے - حاضرین
نے عرض کی یہ کیسے ہوگا - جبکہ آپ کا
جسم مبارک پرانا ہوا ہوگا - تو حضور نے
فرمایا کہ انبیاءؑ کے جسموں کو خراب
کرنا حرام ہے زمین پر - وہ اسوقت
ویسے ہی موجود ہیں جیسے اس دار میں تھے -

ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ
حضور ؐ نے فرمایا جب میری قبر شریف
کے نزدیک درود پڑھا جاتا ہے
تو میں سنتا ہوں اور جب دور سے
درود بھیجتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے -

انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ
حضور ؐ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے
دن اور رات کو سو مرتبہ مجھ پر درود
بھیجے گا - اللہ تعالی اسکی سو حاجتیں
پوری کریگا جنمیں سے ستر حاجتیں
آخرت کی ہونگی اور تیس حاجتیں

بذلك ملكا یدخله علی قبری کما یدخل علیکم الهدایا و یخبرنی من صلی علی باسمه و نسبه فاثبته فی صحیفة بیضاء وان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیوٰة

(حیات الانبیاء للبیہقی - ترغیب اصفہانی)

دنیا کی اور ایک فرشتہ مقرر ہوگا جو درود شریف میرے پاس قبر میں پہنچائیگا جس طرح کوئی شخص کسی کو تحفہ پہنچاتا ہے - یہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام اور اس کا پورا نسب نامہ عرض کرتا ہے اسکو حضور اپنے محبین کے فہرست میں درج فرماتے ہیں حضور نے فرمایا جیسا دنیا میں علم مجھے ہوتا تھا ویسے ہی بعد وفات بھی ہوتا ہے -

(۸) عن انس رض قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی لقیت جماعة من الانبیاء فی لیلة اسری بی فکلمتهم وکلمونی (بیہقی)

انس رض فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں نے انبیاء سے معراج کی رات کلام کیا اور انہوں نے مجھسے کلام کیا اور پوری طور ملاقات ہوئی جو جسمانی تھی (مظاہر حق)

(۹) عن انس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الانبیاء یصلون بین یدی اللہ سبحانه وتعالیٰ حتی ینفخ فی الصّور - (بیہقی)

انس آنحضور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا انبیاء خدا کے سامنے ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں - پڑھتے رہینگے قیامت تک -

(۱۰) عن انس رض قال قال رسول اللہ ص الانبیاء یقرؤن و یصلون فی قبورهم (جزء القراۃ للبخاری)

بروایت انس رض حضور نے فرمایا کہ انبیاء تلاوت کرتے ہیں اور نماز اپنی قبروں میں پڑھتے ہیں

(۱۱) قال سفیان الثوریؒ النبی یصلی عند ربہٖ۔
(حیوۃ الانبیاء بیہقی - انباء الاذکیاء سیوطی)

سفیانِ ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ نبی خدا کے پاس نماز پڑھتا ہے۔

(۱۲) قال ثابتُ البنانیؒ الانبیاء یصلون فی قبورھم
(حیاۃ الانبیاء بیہقی - کتاب الاعتقاد)

ثابتِ بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۳) قال سعیدُ بن المسیبؒ لقد رأیتنی ایام الحرۃ وما فی مسجد رسول اللہ غیری وما تأتی صلوۃ الا سمعت الاذان والاقامۃ فی قبر رسول اللہ ﷺ حتی عاد الناس
(اخبار مدینہ ابن زبالہ، دلائل النبوۃ ابو نعیم)
(وفاء الوفاء فی دیار المصطفیٰ سمہودی)

سعید بن مسیب تابعی فرماتے ہیں جبکہ یزید کی طرف سے مدینہ شریف پر حملہ ہو کر قتل عام ہوا تو کوئی شخص مسجد نبوی میں نہ جا سکتا تھا۔ حضرت سعید نے تین دن مسجد شریف میں ہی قیام فرمایا۔ چونکہ تین دن میں کسی نے اذان نہیں دی تو سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں ان تین دنوں میں مجھے نماز کا وقت حضورؐ کے اذان اور تکبیر سے معلوم ہوتا تھا جو حضور پرنور کی قبر شریف سے ہوتے تھے۔

(۱۴) قال سعید بن عبد العزیز لما کان ایام الحرۃ یؤذن و یقیم فی قبر رسول اللہ ﷺ وان

سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں یزید کے حملہ کے ایام میں مدینہ شریف میں اذان اور تکبیر رسول اکرمؐ

سعید بن المسیّب لم یبرح مقیما فی مسجد رسول اللّٰہ کان لا یعرف وقت الصّلوٰۃ الا باذان یسمعہا من قبر النبیؐ (مسند دارمی)

(۱۵) عن سعید بن المسیّب انہ کان یلازم المسجد ایام الحرۃ وقد خرج الناس من المدینۃ قال فکنت اذا حانت الصلوٰۃ اسمع الاذان والاقامۃ من قبل القبر الشریف۔ (طبقات ابن سعد)

(۱۶) قال البیہقی الانبیاء احیاء عند ربہم کالشہداء (کتاب الاعتقاد بیہقی)

(۱۷) قال سفیان الثوری الموت لیس عدما محضا وانما ہو انتقال من حال الی حال کالشہداء وہم مقتولون فی سبیل اللہ ولکنہم احیاء

حضرت سعید بن المسیّبؓ حملہ کے تین ایام میں مسجد نبوی میں رہا نماز کا وقت حضور کی اذان سے ہی معلوم کرتا تھا۔ جو قبر شریف سے سنتا تھا

حضرت سعید بن المسیّب یزید کے حملہ کے تین دن مسجد نبوی میں ہی قیام پذیر رہا۔ لوگ مدینہ شریف سے یزید کے خوف سے باہر چلے گئے تھے تو حضرت سعید بن المسیّب فرماتے ہیں کہ میں اذان اور تکبیر قبر شریف سے سنتا تھا اور اس سے نماز پڑھتا تھا۔

بیہقی نے فرمایا حضرات انبیاء زندہ ہوتے ہیں جیسے کہ شہداء زندہ ہیں

سفیان ثوری فرماتے ہیں موت فنا کا نام نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کرنا ہے جیسے شہداء جو خدا کے راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ لیکن وہ

یرزقون فرحین مبشرین و
اذا کانت الشہداء ھکذا
فالانبیاء احق واولی واحری
بالاحیاء۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

(۱۸) قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
ایھا الناس انما خلقتم للابد و
لکنکم تنتقلون من دار الی دار
لا بشعر۔

(۱۹) سئل البارزی عن النبیؐ
ھل ھو حی بعد انتقالہ فاجاب
انہ حی بعد انتقالہ وانہ یبشر
بطاعۃ امتہ ویحزن بمعاصی العصاۃ
منھم وانہ یبلغہ صلوٰۃ من صلّی
علیہ من امتہ وانہ اجتمع بالانبیاء
لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس و
امہم فیہ وھم بالاجساد کلمھم
کالموۃ ورای الادم فی السماء
الدنیا ورائی الیحییٰ وعیسیٰ فی

خدا کے ہاں زندہ ہوتے ہیں جب
شہداء کا حال یہ ہے۔ تو انبیاء
جو شہداء سے بدرجہا بہتر ہیں
بطریق اولیٰ زندہ ہونگے۔

حضرت فاروق اعظم کا ارشاد ہے
کہ لوگ پیدا ہوئے ہیں ہمیشہ
زندہ رہنے کیلئے البتہ ایک گھر سے
دوسرے گھر کیطرف منتقل ہوتے
ہیں دوسرے گھر کی کیفیت فہم سے بالاتر ہے

امام بارزی سے سوال ہوا کہ نبی
اکرمؐ اس دنیا سے انتقال فرمانے کے
بعد زندہ ہیں؟ تو جواب فرمایا کہ
حضورؐ پرنور بعد انتقال زندہ ہیں۔
ان کے ہاں امت کے اعمال پیش ہوتے
ہیں۔ اگر اچھے اعمال ہوں تو خوش ہوتے
ہیں۔ اور اگر ناشائستہ اعمال ہوں تو
غمگین ہوتے ہیں درود پڑھنے والے
کا درود حضور کو پہنچتا ہے۔ معراج
کی رات تمام انبیاء سے بیت المقدس

السماء الثانیۃ ورأی الیوسف فی السماء الثالثۃ ورأی الادریس فی السماء الرابعۃ ورای الھارون فی السماء الخامسۃ ورأی الموسی فی السمآء السادسۃ ورای الابراھیم فی السماء السابعۃ وھذا یدل علی حیاۃ الانبیاء وھم احیاء کما کانوا (کتاب الاعتقاد للبیہقی)

یں ملاقات ہوئی جو حضور کے استقبال کیلئے بجسد عنصری وہاں تشریف فرما تھے حضور نے تمام انبیاء کی نماز کی جماعت کرائی۔ بالمشافہہ مکالمہ فرمایا۔ اس ترتیب سے انبیاء کو بجسد عنصری موجود پایا۔ اول آسمان میں آدم۔ دوسرے آسمان میں عیسیٰ یحیی تیسرے آسمان میں یوسف چوتھے آسمان میں ادریس پانچویں آسمان میں ہارون

چھٹے آسمان میں موسیٰ۔ ساتویں آسمان میں ابراہیم۔ یہ واقعات حضور پر نور اور دیگر انبیاء کے حیات پر روشن دلیل ہیں۔ وہ تمام اسی طرح زندہ ہیں جس طرح تھے انبیاء کو چلہ کشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح تصور کیا جائے۔ جیسے چلہ کش گوشہ نشین تنہائی میں گئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہی حال انبیاء کے متعلق ذہن میں لانا چاہیئے

سئل العفیف الدین الیافعی رح ماحال الاولیاء بعد انتقالھم فاجاب یرد علیھم ارواحھم یشاھدون السموات والارضین ویبصرون الانبیاء احیاء غیر اموات۔ (کتاب حیات الانبیاء للبیہقی)

امام یافعی رح سے اولیاء کرام کے بارے میں سوال ہوا کہ انکی کیفیت بعد انتقال کیا ہوتی ہے تو جواب فرمایا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں واپس آتی ہیں پھر آسمانوں اور زمینوں کا مشاہدہ فرماتی ہیں۔ اور انبیاء کو زندہ پاتی ہیں۔

بعض حدیثوں سے روح وجسم کی باہمی مفارقت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ لیکن علماء نے ان کے منطقیانہ مُسکت جواب دئے ہیں۔ حدیث شریف یہ ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ الی روحی حتی اُردّ علیہ السلام

اسکے جواب میں پہلی بڑی بات یہ کہی گئی کہ اس حدیث کے راوی عبدالرحمان اور حیان بن شریح ہیں جو اکثر اوقات روایت میں غلطی کرتے ہیں جسکی وجہ سے یہ حدیث قابل اعتبار نہیں رہی ہے۔ اسلئے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ روح موجود ہے جو بضم راء و بفتح راء دونوں حرکتوں سے آیا ہے جیسے آیت فروح و ریحانٌ وجنتُ نعیم میں لفظ روح دونوں حرکتوں سے آیا ہے جسکی معنی خوشی۔ فرحت۔ ہشاشت۔ بشاشت ہیں۔ تو حدیث کی معنی یہ ہوئے۔ جبکہ کوئی شخص حضور پرنور پر سلام بھیجتا ہے۔ تو حضور اس امتی کے سلام بھیجنے سے ہشاش و بشاش ہوتے ہیں اور ان پر خوشی کی لہر دوڑتی ہے سبحان اللہ۔ تیسرے جواب میں کہا گیا ہے کہ ردّ کے معنی وُصِل اور روح کے معنی رحمت کے ہیں۔ اس سے حدیث کا مطلب یہ ٹھہرا کہ کوئی نہیں جو مجھپر سلام بھیجتا ہے مگر اللہ تعالی مجھے وہ سلام بطور رحمت پہنچاتا ہے میں بھی اسکو واپس سلام بھیجتا ہوں۔ یہاں اختصار و ایجاز کے لئے انہی تین جوابوں کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ کتاب انباءُ الاذکیاء فی حیات الانبیاء میں یہ تمام جوابات مفصل درج ہیں۔ وہاں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

فصل دوم معجزہ و کرامت ارہاص و معونت و استدراج میں فرق

روح انسانی جسمانی کثافتوں اور ہیولانی تاریکیوں کے ماحول میں گھیرے رہتی ہے۔ اسلئے عبادت و ریاضت سے لطافت تجرد صفائی حاصل کرتی ہے۔ تو اس روح لطیف سے خارق عادت خلاف قانون قدرت افعال صادر ہونے لگتے ہیں۔ مثلاً بھوک پیاس کا کھانا کھانے اور پانی پینے کے بغیر دور ہو جانا۔ درخت لکڑی۔ پتھر کنکری کا سلام کرنا۔ درخت کا بلانے پر چل کر سامنے آنا۔ پھر اپنے مقام پر واپس جانا۔ ایک مشت خاک سے ہزارہا آدمیوں کا اندھا ہونا، ایک آدمی کے کھانے سے ہزارہا آدمیوں کا شکم سیر ہونا۔ چلو بھر پانی سے ہزارہا آدمیوں کا سیراب ہونا۔ گائے بھینس۔ ہرن۔ بھیڑیا دیگر حیوانات کا انسان کی طرح کلام کرنا اور سجدہ کرنا۔ خشک لکڑی کا مشعل کا کام دینا۔ ہاتھ کا آفتاب کی طرح روشن ہونا۔ لکڑی کا اژدہا بن جانا وغیرہ ذلک ہزاروں مثالیں ہیں جو وحی منزل و کتب احادیث۔ کتب تواریخ کتب تصوّف میں مذکور ہیں۔ یہ خارق عادت خلاف قانون قدرت افعال جو بلا اسباب و بلا آلات انسان کامل سے صادر ہوتے ہیں۔ اگر ایسے ہیں کہ نبیؑ سے اُس کی نبوت سے پہلے صادر ہوتے رہے ہیں اسکو ارہاص کہتے ہیں جیسے حلیمہ سعدیہ کے اونٹنیوں کے دودھ میں حضور کی برکت سے کثرت ہو جانا۔ جبکہ دودھ اُن کا ختم ہو چکا تھا۔ اور اگر نبوت کے بعد اِن

قسم کے افعال صادر ہوئے تو اسکو معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر ولی کامل سے اس قسم کے افعال صادر ہوئے۔ اُسے کرامت کہینگے۔ اور اگر مرد صالح سے صادر ہوئے تو اُسکو معونت کہتے ہیں۔ اور اگر مرد غیر صالح سے سرزد ہوئے اُسے استدراج کہا جاتا ہے۔ واضح رہے معجزہ، کرامت، ارہاص، معونت کبھی فاعل سے باختیار صادر ہوتے ہیں اور کبھی بلا اختیار۔ اوپر کی مثالوں میں غور کرنے سے روشن ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ علماءِ کلام نے کتب عقائد میں فرمایا ہے کہ نبوّت وہبی ہوتی ہے اور ولایت کسبی۔ اس وجہ سے اکتساب عدم اکتساب کے اعتبار سے نبوت اور ولایت میں نسبت تباین کی ہوگی لیکن راقم کے نزدیک تفصیل یوں ہوگی۔ نبوّت عموماً وہبی ہوتی ہے مگر کبھی کسبی بھی جیسے ہارونؑ کو نبوت حضرت موسیٰؑ کی دعا سے عطا ہوئی تو کسبی ہوئی۔ اور ولایت عموماً کسبی ہوتی ہے۔ بعض افراد میں وہبی ہوتی ہے۔ جیسے اولیاء کاملین میں سے بہت افراد ہیں جو مادرزاد ولی تھے۔ جہاں اکتساب بالکل موجود نہیں تو اس صورت میں میرے نزدیک نسبت عموم و خصوص من وجہ ہوگی۔ طالب علم اس سے استفادہ کرے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کی جائے کہ حدود عمل کے اعتبار سے علماء محققین نے انسان کامل کے چار درجے بیان فرمائے ہیں (۱) نبی (۲) صدیق (۳) شہید (۴) صالح۔ حدود روحانی کے اعتبار سے علماء محققین نے کامل انسانوں کی سات جماعتیں بیان کی ہیں (۱)

اقطاب (۲) اوتاد (۳) نقباء (۴) نجباء (۵) ابدال (۶) غوث (۷) اخیار۔ یہ بحث کہ معجزہ سے کیا غرض ہوتی ہے اور کرامت سے کیا مقصد ہوتا ہے۔ ارہاص۔ مؤنت اور استدراج کیوں ہوتے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ اقطاب جو جمع قطب ہے نجبا، جمع نجیب۔ نقباء جمع نقیب۔ ابدال جمع بدل۔ اخیار جمع خیر ہے۔ کی کیا کیا تعریفیں ہیں۔ اور ان کے روحانی حدود اور مراتب عملی کیا ہیں۔ یہ تمام بحث علم عقائد۔ علم کلام۔ شرح مقاصد شرح مواقف وغیرہ کتابوں میں تفصیل کے ساتھ دی گئی ہے۔ یہاں اسکی گنجائش نہیں۔

فصل سوم محبت انبیا و اولیاء کرام

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین متفق علیه وفی روایة من نفسه (بیہقی) اللهم اجعل حبك وحب محمد احب الی من نفسی ووالدی وولدی

انس بن مالک رض سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کوئی مسلمان تب تک مومن نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ میری محبت اپنے والدین۔ اپنی اولاد اور تمام لوگوں بلکہ اپنے نفس کی محبت سے زیادہ نہ رکھتا ہو (تمام مسلمان اس کا خیال رکھیں۔) اے اللہ مجھے اپنی ذات کی محبت اور حضرت محمد کی محبت

ومالی۔ (عمل الیوم واللیلہ)	اپنے نفس اور والدین واولاد ومال کی
محبت سے زیادہ عطا فرما۔	(یہ دعاء قضاء حاجت کیلئے آتی ہے)
اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الیک (بیہقی)	اے خدا میری التجاء ہے کہ مجھے اپنی محبت اور اُن حضرات کی محبت جن کو تمہاری محبت ہے عطا کردے

(اسمیں حضرات انبیاء وحضرات اولیاء وصدیقین وشہداء وصلحاسب داخل ہیں)

ان تین احادیث میں دو حدیثیں جملہ انشائیہ ہیں۔ اور ایک جملہ خبریہ قاعدۂ مسلّمہ ہے کہ جملۂ خبریہ اور انشائیہ مخبر عنہ محکی عنہ کے موجود ہونے میں برابر ہیں۔ فرق صرف قصد مطابقت وقصد عدم مطابقت جملۂ خبریہ میں ہوتا ہے۔ جملۂ انشائیہ میں قصد نہیں ہوتا۔ لیکن مخبر عنہ محکی عنہ دونوں میں ہوتا ہے۔ تینوں حدیثیں محبّت انبیاؑ واولیاء پر دال ہیں تو محبّت انبیا واولیاء جزء ایمان یا لازم ایمان ہوئی۔ ائمہ کرام محدثین عظام کو ایمان کی ترکیب و بساطت میں کلام ہے۔ امام بخاری رح نے اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ اسوجہ سے جزء ایمان یا لازم کہا گیا کہ جس کے دل میں انبیاؑ و اولیاء کرام کی محبت نہو۔ بلکہ اُن کی پیروی و اقتداء سے انحراف کرتا ہو۔ تو خدا ہی دو جہاں اسکے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے من عادی لی ولیًّا فقد اٰذنتہ بالحرب۔ (مشکوٰۃ شریف) جو شخص میرے دوست سے عداوت رکھیگا تو اس کے مقابلہ میں (خدا) اعلان جنگ کرتا ہوں

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

حب درویشان کلید جنت است   دشمن ایشان سزائے لعنت است

خدا تعالیٰ نے دو مقام پر خود اعلان جنگ فرمایا ہے ایک دوستانِ خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ دوسرا سود خوار کے مقابلہ میں ارشاد خداوندی ہے فاذنوا بحرب من اللہ۔ خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو دوستان خدا انبیاء کرام اولیاء عظام کی محبت نہ دل میں جگہ دینے کی توفیق دے اور سود خواری سے بچائے۔

یہ بات ذہن نشین کیجائے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ محبت جبلی طبعی اضطراری جیسے باپ کو اپنے اولاد کی ہوتی ہے۔ یہ محبت اختیاری نہیں ہے۔ اسکا انسان مکلف نہیں۔ یہ مدار تکلیف نہیں ہو سکتی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ خدا تعالیٰ کسی انسان کو اس کے طاقت سے باہر کی چیز کا مکلف نہیں بناتا۔

دوسری اختیاری ہے جیسے لین دین کے معاملات دوسرے احکام شرع مثلاً انسان کی طبیعت چاہتی ہے کہ سود لیکر مال جمع کرے۔ سیدنا محمد رسول اللہ اس سے منع فرماتے ہیں۔ کسی مرد کی طبیعت چاہتی ہے کہ ریشمی کپڑا استعمال کرے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استعمال سے مرد کو روکتے ہیں۔ اسی قسم کی ہزاروں امثالیں ہیں کہ طبیعت کی چاہت ایسے امور کی ہوتی ہے۔ جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں تو ایسے مقام پر جہاں طبیعت کی خواہش

اور فرمانِ محمد میں ملکر اسکا مقابلہ ہو وہاں فرمانِ محمد ؐ کو طبیعت کی خواہش پر مقدم رکھنا یہ حضور کی محبت ہے۔ اسی طرح حضرات اولیاء کرام کسی امر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوں اور طبیعت اس کے خلاف اقتضاء کرتی ہو تو ان کے ارشادات کو اقتضاء طبع پر مقدم رکھنا یہ انکی محبت ہے۔ نعم ما قال القائل

تعصی الالٰہ وانت تُظہِرُ حُبَّہٗ
ھٰذا لعمری فی الفعال بدیعٌ
لو کان حبُّک صادقاً لاطعتہٗ
ان المحبَّ لمن یحبّ یطیع

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ محسنِ کائنات مفخر موجودات سرور دو عالم کی محبت تمام مخلوقات سے زیادہ ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ حضور ؐ باعث ایجاد عالم ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لولاکَ لما خلقتُ الشیٔ (کنز العمال)
(اے محمد ؐ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا)۔
یہ حدیث متعدد طریقوں سے آئی ہے۔ جس کا مضمون حد تواتر کو پہنچتا ہے۔
(۲) اُمّی لقب سے اسی وجہ سے نوازے گئے۔ کہ اُمّ کے معنی اصل کے ہیں۔ مثلاً امُّ القرآن سورہ فاتحہ کو کہتے ہیں

کیونکہ یہ سورہ شریف مضامین کے اعتبار سے تمام قرآن کا اصل
ہے۔ امُّ الدماغ مغز سر کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس پر انسان کی
حیات کا مدار ہے۔ امُّ الرحیٰ چکی کی کیل کو کہتے ہیں۔ جس پر
چکی کے پھرنے کا دارومدار ہے۔ چونکہ حضور پر نور ایجاد عالم کے
سبب اور دارومدار تھے اس وجہ سے انکو اُمّی کا لقب ہوا
نعم ما قال القائل۔

از پئے آمرزشِ عالم گزیدہ از جملہ خلق
ذاتِ بے ہمتا چو خود یعنی محمد مصطفیٰ
معنی لفظ خدائے مدعائے امر کن
باعثِ ایجادِ عالم سید ہر دو سرا
نسبتِ آدم باو چون نسبتِ مسند بفعل
گفتم اینک مجمل از معنوی پیرا این کتا

اُمّی کے اور بھی نسبتی معنی ہیں۔ ناظرین کے اضافہ معلومات کیلئے ذکر
کئے جاتے ہیں۔

(۲) اُمّی امُّ القریٰ کی طرف منسوب ہے۔ امُّ القریٰ مکہ شریف کا نام ہے
تواریخ و روایات سے ثابت ہے کہ مکہ شریف تمام آبادیوں کا اصل ہے
باقی آبادی اس کے بعد ہوئی ہے۔ تو الٰہی [illegible] مکہ ہوا۔ قرآن
شریف میں آیا ہے لتنذر ام القریٰ ومن حولہا (سورۃ انعام)

(۳) اُمّی امت کی طرف منسوب ہے۔ معنی [illegible]

امّت والے ہیں یعنی ایسے نبی ہیں جو امت کثیرہ کا مخدوم و مطاع ہے
اسکی تفسیر حدیث انا اکثر الانبیاء تبعا (بخاری شریف) میری
امت تمام انبیاء سے زیادہ ہوگی۔ امت کی تاء نسبت کی وجہ سے
گری ہے۔ جیسے مکہ میں مکی اور مدینہ میں مدنی ہوا ہے۔

(۴) اُمّی اُم کی طرف منسوب ہے۔ معنی یہ ہونگے کہ حضور پر نور تمام
نقائص اور عیوب سے پاک ہیں جیسا کہ بچہ ماں کی پیٹ سے پیدا
ہوتے وقت تمام گناہوں سے پاک ہوتا ہے تو لقب امی حضورؐ
کی عصمت پر روشن دلیل ہے۔

(۵) اُمّی ام کی طرف منسوب ہے۔ حضورؐ پر نور نے بعد ولادت کسی
استاد سے علوم و فنون کا اکتساب نہیں فرمایا۔ کسی استاد کے سامنے
زانوئے ادب حصول علم کیلئے تہ نہیں فرمایا۔ بلکہ علّمنی ربی فاحسن
تادیبی سے موصوف ہوکر معلم کائنات ہوئے۔ استاد محاسن اخلاق
محامد اعمال۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ اقتصادیات۔ سیاسیات
عمرانیات کے بنے یعلم الکتٰب والحکمۃ۔

(۶) اُمّی لقب اس وجہ سے ہوا کہ اول الانبیاء ابو البشر حضرت آدم
سے لیکر آخر الانبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء حضرت
محمدؐ کے اوصاف عالیہ کمالات جلیلہ بیان کرتے آئے ہیں تو ام سے الفِ
آدم و میم مسیح مراد ہے۔ یای نسبتی اس راز کا کاشف ہوا تو معنی یہ
ہوئے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام انبیاء حضور

پر نور کے مدح خوان رہے۔ حضرت نظامی مخزن اسرار میں فرماتے ہیں۔

امّی و گویا بزبانِ فصیح | از الفِ آدم و میمِ مسیح

اللھم اجعلنی فی زمرۃ المداحین برحمتک آمین۔

فصل چہارم شانِ انبیاؑ و اولیاء

عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ؐ انی اراکم من بعدی کما اراکم امامی (بخاری) وفی روایۃ فی رؤیتہ الخلف کلا یحجبہ الشئ (دلائل النبوۃ)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے پیچھے دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوتی تھی۔

(۲) کان عرقہ کالمسک یفوح فی السکک (عمل الیوم واللیلہ)

حضور پر نور کا عرق شریف اور پسینہ مشک عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جس راستہ سے گذرتے تھے وہ عرق کی خوشبو سے مہکتا تھا۔

(۳) یجعل ریقہ الماء المالح ماء عذبا (کنز العمال)

حضور پر نورؐ کے آب دہن سے کھاری پانی میٹھا بنتا تھا۔

(۴) رأی فی اللیلۃ کما رأی فی النھار البازغۃ (دلائل النبوۃ)

حضور پر نور جیسے دن میں دیکھتے تھے ویسے ہی رات میں دیکھتے تھے۔

(۵) ریقہ صلی اللہ علیہ وسلم یروی الصبیّ یومہ ولا یمصّ ثدی امہ فی یومہ ذالک

حضور پر نور کا ایک قطرہ آب دہن بچہ کے منہ میں ڈالنے سے بچہ تمام دن سیر شکم رہتا تھا جس کا تجربہ

وقد جرب مرارا سيما في ايام العاشورة (دلائل النبوة)

اہل بیت نے بارہا کیا ہے خصوصًا ایام عاشورہ میں جب بچہ کے منہ میں حضور آب دہن ڈالتے تھے۔ تو بچہ تمام روز اپنی ماں کا دودھ پینے سے بے نیاز رہتا تھا۔

(٦) العينان نائمتان والقلب يقظان (بخاری) ولا ينقض وضوءه بالنوم (اسرار النبوة للبیهقی)

حضور پرنور کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا۔ اور نیند سے آپکا وضو ناقض نہ ہوتا تھا۔

(٧) ولا يبقى قذره صلى الله عليه وسلم على الارض بل تلقمه الارض (اسرار النبوة بیهقی)

حضور پرنور کا براز کبھی زمین پر نمود نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اسکو زمین نگلتی تھی۔

(٨) نزوله صلى الله عليه وسلم مختونا

حضور پرنور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے

(٩) وكان سرة النبي مقطوعا۔

حضور کا ناف کٹا ہوا تھا۔

(١٠) ولا يرى عليه قذر الصبي في ولادته (دلائل النبوة)

حضور پرنور پیدائش کیوقت ان آلودگیوں سے پاک تھے جو بچے پر پیدائش کیوقت ہوتی ہیں۔

(١١) نزوله عليه السلام سجودا۔ (دلائل النبوة)

حضور پرنور پیدا ہو کیوقت سر بسجود تھے۔

(١٢) کسریٰ کے شاہی محل کے کنگر حضور کے پیدائش کے زلزلے سے گر گئے (دلائل النبوة)

(١٣) حضور پرنور جب گہوارہ میں ہوتے تھے تو آفتاب اپنی گرمی

دوسری طرف پھیرتا تھا۔ (اسرار النبوۃ)

(۱۴) حضور پر نور نے ناصحانہ کلام گہوارہ میں ہی فرمایا۔ جیسے حضرت عیسیٰ ؑ نے گہوارہ میں کلام فرمایا۔ (اسرار النبوۃ)

(۱۵) حضور پر نور پر سفر و حضر میں گرمی کیوقت بادل سایہ افگن ہوتا تھا (اسرار النبوۃ)

(۱۶) حضور پر نور جب درخت کے نیچے تشریف فرماتے تھے درخت اپنا سایہ حضور کی طرف پھیرتا تھا۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۷) حضور کے جسم مبارک پر اور کپڑے پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی (تفسیر کبیر)

(۱۸) حضور ؐ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ (دلائل النبوۃ)

ؔ تو جان پاکی سر بسر۔ نے زآب و خاک اے نازنین
واللہ زجان ہم پاکتر۔ روحی فداک اے نازنین

(۱۹) حضور کے بدن مبارک پر کپڑوں میں کبھی جوئیں نہ ہوتی تھیں (دلائل النبوۃ)

(۲۰) حضور پر نور کی سواری حضور کے سوار ہونے ہوئے پیشاب و لید نہ کرتی تھی (دلائل النبوۃ)

(۲۱) شق القمر حضور پر نور ؐ کا خاصہ تھا۔ (دلائل النبوۃ)

(۲۲) شفاعت کبریٰ جو تمام امتوں کیلئے ہوگی حضور پر نور کیلئے مخصوص ہے (بخاری)

(۲۳) مقام محمود حضور پر نور کے ساتھ مخصوص ہے (مشکوٰۃ شریف)

(۲۴) جنت کا دروازہ سب سے پہلے حضور ؐ کھولینگے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲۵) کامیابی کا جھنڈا جس کا نام لواء حمد ہے۔ حضور پر نور ؐ دست مبارک میں لیتے ہوئے چلیں گے۔ اس جھنڈے کے نیچے تمام انبیاء اور ان کی امتیں اور حضرت آدم کی تمام ذریت ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲۶) انبیاء کی عبادت اُن کے عبادت گاہوں میں ہی جائز اور درست ہوتی تھی غیر عبادت گاہوں میں درست نہ ہوتی تھی۔ حضور پر نور ؐ کیلئے تمام روئے زمین عبادت گاہ مقرر ہوئی۔ (بخاری شریف)

شد وجودش رحمۃً للعالمین مسجدِ او شد ہمہ روی زمین

(۲۷) انبیاء پر کبھی احتلام پیش نہ آتا تھا۔ (دلائل النبوۃ)

(۲۸) انبیاء پر کبھی جمائی نہ آتی تھی۔ اسلئے کہ یہ علامت کسل و کاہلی کی ہے۔

(۲۹) تیمم سے پاکی و طہارت ویسی ہی ہوتی تھی جیسی وضوء سے ہوتی تھی۔ یہ بات حضور کے ساتھ مخصوص ہے۔ (دلائل النبوۃ)

(۳۰) اذان واقامتِ نماز حضور پر نور ؐ کے لئے ہے۔ دوسرے انبیاء کے لئے نہیں تھا۔ (دلائل النبوہ)

(۳۱) پانچ نمازیں باجماعت حضور ؐ کے لئے مخصوص ہیں۔

(۳۲) مال غنیمت حضور کے لئے حلال ہوا۔ دوسرے انبیاء پر حرام تھا۔

(۳۳) جُمعہ کے برکات حضور ؐ کے لئے مخصوص ہیں۔ جمعہ میں ایک وقت ہے کہ مسلمان جو دعا کریں اسکی اجابت ہوگی یہ حضور کے لئے مخصوص ہے۔

(۳۴) بُت خانوں سے آوازیں نکلنا کہ اب بتوں کی بربادی کا وقت آگیا ہے

(۳۵) پتھروں نے حضور انور ؐ کو سلام کیا۔

(۳۶) ستون کا حضور کے فراق میں رونا۔

(۳۷) درختوں اور پتھروں اور پہاڑوں نے حضور انور کو السلام علیک

یارسول اللہ کہا اور حضور نے سُنا۔

(۶۸) حضورؐ کی آمد پر فرحت کیوجہ سے پہاڑ کا ہلنا۔

(۶۹) حضورؐ کے اشارہ سے تین سو ساٹھ بتوں کا گرنا۔

(۷۰) سُست گھوڑا تیز رفتار ہونا۔

(۷۱) ٹوٹی ٹانگ کا یکدم درست و صحیح ہونا۔

(۷۲) چند کھجوریں چار سو چودہ آدمیوں کو کافی ہونا۔

(۷۳) توشدانی کا آپ کی دعاء سے ہمیشہ بھرا رہنا۔

نوٹ۔ اوپر یہ چند خصائص ذکر کئے گئے۔ احاطہ ناممکن ہے اضافہ معلومات کیلئے دلائل النبوہ ابو نعیم۔ اسرار النبوہ بیہقی۔ دارمی و دیگر کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے۔ جس سے پوری تشفی ہوگی خصوصیات زیر نظر ذکر واضح ہو جاتا ہے کہ نبی نوع انسان کے افراد میں سے ہو کر صنف آخر علیحدہ قسم بنتا ہے۔ جس پر عرف عام میں لفظ انسان کا اطلاق غیر موزون سمجھا جاتا ہے۔ جسطرح لعل و جواہر قسم حجر اور پتھر سے ہیں۔ لیکن عرف عام میں ان پر پتھر اور حجر کا اطلاق غیر موزون تصور کیا جاتا ہے۔ جب نبی صنف آخر اور قسم آخر ہوا تو اس لئے اس کے احکام بھی علیحدہ ہونگے۔ جو دوسرے افراد کے احکام سے علیحدہ ہوں اسلئے اگر کوئی خبیث النفس کسی نبی پر دریدہ دہنی اور گستاخی کریگا اس کا وہی حکم ہوگا جو السھم المجلول فی نحر شاتم الرسول، میں مفصل مذکور ہے۔ بہر کیف حضور پرنورؐ تمام انبیاء کی عطایح

بنوت کے باعث ہیں۔ اور تمام اولیاء کرام کی عطاء ولایت کے سبب ہیں۔ نعم ما قال القائلون:۔

انبیا ذرہ اند تو خورشید — اولیا قطرہ اند تو دریا
شیوہ شکل و شمایل حرکات و سکنات — آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
مہترین و بہترین انبیاء — جز محمد نیست در ارض و سما
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فصلِ پنجم

حدودِ جزا و سزا عینِ رحمت ہیں۔ خداوند کریم رحمان۔ رحیم۔ رؤف۔ ستار۔ غفار ہے جو تمام ادیان کے نزدیک مسلم ہے۔ رسولِ اکرم کا رؤف و رحیم رحمۃ للعالمین ہونا قرآن شریف میں مبین ہو کر ارباب عقول کے نزدیک محقق ہے۔ اعمالِ صالحہ پر نیک اور اچھا ثمرہ مرتب ہو کر رحمت ہونا ہر ایک شخص کی عقل میں بلا تامل سما سکتا ہے۔ البتہ اعمال سیئہ اور اقوال قبیحہ پر دنیوی دارو گیر جزا و سزا کا مرتب ہو کر رحمت ہونا ہر ایک کی عقل کی رسائی نہیں۔ اسکے متعلق چند کلمات ذکر کئے جاتے ہیں۔ خداوند کریم نے رؤف۔ رحمان۔ رحیم۔ غفار۔ ستار کے اوصاف رکھتے ہوئے بوساطت انبیاء علیہم السلام خصوصًا نبی اکرم ؐ جو رؤف۔ رحیم۔ رحمۃ للعالمین ہیں حدود جزا و سزا۔ امن عالم۔ انتظام کائنات

قائم رکھنے کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً چور کے لئے ہاتھ کاٹنا۔ ڈاکو کیلئے قتل کرنا۔ قاتل سے قصاص لینا۔ شادی شدہ زانی کیلئے سنگسار کرنا۔ غیر شادی شدہ زانی کیلئے سو کوڑے مارنا۔ جوٹھی تہمت اور جھوٹا الزام تراشنے والے کیلئے اسی کوڑے کا مارنا وغیر ذلک۔ یہ حدود و سزائیں جو امن عالم۔ انتظام کائنات کیلئے مقرر ہوئے ہیں۔ عین رحمت ہیں کیونکہ خلل امن عالم۔ خلل انتظام کائنات تمام اہل عقول کے نزدیک مذموم ہے۔ اسلئے امن عالم و انتظام کائنات ضروری ہوا۔ جو امر ضروری ہو وہ رحمت ہوتا ہے۔ جیسے احکام شرع میں تامل اور غور کرنے سے بخوبی روشن ہوگا۔ جرم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جرم جس کا تعلق ایک شخص ایک فرد سے ہو۔ جیسے چوری ایک شخص کرتا ہے۔ الزام تراشی ایک شخص کرتا ہے۔ شراب نوش ایک شخص ہوتا ہے۔ ان جرموں جن کا تعلق ایک شخص سے ہے۔ کے انسداد اور روکنے کیلئے حدود بواسطۂ انبیاء علیہم السلام مقرر ہوئے۔ جو مذکور ہوئے ہیں۔ دوسرا وہ جرم جس کا تعلق نوع انسان سے ہو۔ جیسے قوم سے غداری۔ قوم سے عہد شکنی۔ قوم کے رہنما پر الزام تراشی۔ قوم کے پیغمبر پر دریدہ دہنی۔ گستاخی۔ تحقیر۔ توہین۔ یہ سب جرم قوم اور جماعت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جب خاص خاص جرموں کی پاداش و سزا توبہ نہیں۔ تو اس جرم کی سزا جس کا تعلق قوم سے ہو۔ جماعت سے ہو۔ کروڑوں لوگوں سے ہو۔ جن سے خلل امن کا سخت اندیشہ ہو قتل سے کم مقرر کرنا اس جرم کی اہمیت کو نظر انداز

کرنا ہے۔ اسلئے انتظام عالم اور امن عالم قائم رکھنے کیلئے قتل۔ پھانسی مقرر کرنا امن عالم۔ نظامِ کائنات کو قائم رکھنا ہے۔ تمام مذاہب میں اور شہنشاہیتوں میں یہ قانون موجود ہے کہ باغی شہنشاہ کی سزاء پھانسی ہے۔ غدار قوم کی سزاء پھانسی ہے جب قوم اور ملک کے باغی و غدار کا حکم پھانسی ہے۔ تو کروڑوں لوگوں کے بادشاہ ظاہری و باطنی کا گستاخ دریدہ دہن کا حکم قتل مقرر کرنا عین انصاف عین رحمت ہے۔ خداتعالیٰ یہ چند کلمات قبول فرمائے۔ کوئی لغزش ہوئی ہو معاف فرماویں ؂

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

عزیز القدر حاجی سید علاء الدین شاہ گیلانی، ڈنگی وچہ کے حق میں دعا ہے کہ قومی اور مذہبی کاموں میں جیسے دلچسپی لے رہے ہیں۔ خداتعالیٰ انکو آئندہ بھی توفیق بخشے اور اجر جزیل عطا فرما دے۔ اگرچہ موصوف نے کسی تبلیغی رسالہ میں نہ السہم المجلول اور نہ اظہار حق اور نہ اس رسالہ میں کوئی امداد فرمائی ہے پھر بھی ناظرین سے ان کے حق میں استدعاء دعا ہے۔ (مؤلف)

راقم :- پیر حسام الدین مخدومی خانیاری